سیاہ رات

از: شانزے شاہ

بسم اللہ الرحمن رحیم

* * *

افسانہ

سیاہ رات

شانزے شاہ ناول

اسلام و علیکم

میرا یہ افسانہ اس موضوع پر ہے جو آج کل ہمارے معاشرے میں ایک عام بات ہے یہ خبر ہم آے دن سنتے رہتے ہیں

لیکن کچھ کرہی نہیں پاتے یا تو بس دکھی ہو کر اپنے الفاظ استعمال کرتے ہیں یا پھر ہر بار اس خبر کو عام سمجھ کر اگنور کردیتے ہیں ہمارے لیے یہ ایک روز کی خبر کی طرح عام بات ہے لیکن اصل قیامت تو اس پر آتی ہے جس کے ساتھ یہ حادثہ ہوتا ہے

* * *

"مس عزہ شکیل" وہ اپنے دیھان میں چلتی جارہی تھی جب پیچھے سے کسی نے اسے پکارا

اسنے مڑ کر دیکھا وہاں باسط کھڑا مسکراتے ہوے اسے دیکھ رہا تھا

"کہیے باسط صاحب کیا کام ہے" اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اسنے فرصت سے باسط کو دیکھا

"کہاں جانے کی تیاری ہورہی ہے"

"بس انٹر کے ایگزامز ہونے والے ہیں تو اسی کے لیے نوٹس چاہیے میری دوست نے ایک جگہ بتائی ہے اسنے کہا تھا وہاں پر مل جاینگے"

"چلو میں لے کر چلتا ہوں" باسط نے اسے آفر کری

"پہلے امی سے تو پوچھ لو آپ کے ساتھ جانے کی اجازت ہے یا نہیں" عزہ کے کہنے پر باسط صابرہ بیگم کے پاس چلا گیا ان سے اجازت لینے کے لیے

باسط اسکی خالا کا بیٹا تھا اور اسکے میٹرک کرنے کے فورا بعد ہی خالہ نے اسکا رشتہ مانگ لیا جس میں سب گھر والوں کی رضامندی شامل تھی اسلیے اسکے میٹرک کے امتحانات دیتے ہی انکی منگنی ہوچکی تھی جبکہ نکاح عزہ کی پڑھائی کے بعد طے ہونا تھا

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔

مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

صابرہ بیگم سے اجازت لے کر باسط اسے لے کر نکل گیا شام کے چھ بج رہے تھے اور جہاں سے اسے نوٹس لینے تھے وہ جگہ تقریبا بیس منٹ کے فاصلے پر تھی اسلیے وہ جانے کے لیے جلدی مچارہی تھی تاکہ اندھیرا ہونے سے پہلے ہی وہ لوگ واپس آجائیں

وہ ایک نازک مزاج لڑکی تھی اندھیرے سے اسے ڈر لگتا تھا اسلیے بنا کسی وجہ کے وہ رات کو باہر نہیں جاتی تھی اسے ہر چیز سے ڈر لگتا تھا یہاں تک کہ تیز ہوا سے بھی

وہ نازک اور ڈرپوک سی لڑکی جانتی تک نہیں تھی کہ زندگی نے اسکے لیے کتنے امتحانات رکھے ہیں

◆◆◆◆

اسے نوٹس دلا کر باسط اسکے منع کرنے کے باوجود ریسٹورنٹ میں لے گیا جہاں سے ان دونوں نے کھانا کھایا تھا ویسے بھی سات بج رہے تھے اور وہ آٹھ بجے تک کھانا کھا کر دس بجے تک سوجاتی تھی کھانا کھانے کے بعد باسط نے آئسکریم کا آرڈر دیا

"باسط بس کریں دیکھیں آٹھ بجنے والے ہیں" عزہ نے فکرمندی سے کہا جسے باسط نے لاپرواہی میں اڑادیا

"کیا ہوگیا ہے یار تم کسی غیر کے ساتھ تھوڑی ہو اپنے کزن پلس منگیتر کے ساتھ ہو"

آئسکریم کھا کر وہ دونوں گھر جانے کے لیے نکل گئے ویسے بھی صابرہ بیگم کی دو بار کال آچکی تھی ایسا نہیں تھا کہ انہیں باسط پر اعتبار نہیں تھا بس وہ نہیں چاہتی تھیں کہ رات کے اس وقت کوئی ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر کچھ غلط کہے

جلدی کے چکر میں باسط شارٹ کٹ لے چکا تھا یہ راستہ دن میں بھی سنسان رہتا تھا اکا دکا گاڑیاں ہی یہاں سے گزرتی تھیں یہ تو پھر بھی رات کا وقت تھا

"باسط پلیز جلدی گاڑی چلائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے" عزہ نے گھبراے ہوئے لہجے میں کہا وہ تو تھی ہی شروع سے سدا کی "ڈرپوک

"عزہ کچھ نہیں ہوا تمہاری وجہ سے ہی تو یہ شارٹ کٹ لیا ہے دیکھنا ابھی پانچ منٹ میں پہنچ جاینگے"

وہ اسے دیکھتے ہوے کہنے لگا جب فائرنگ کی آواز فضا میں گونجی اور باسط نے جھٹکے سے گاڑی روکی

عزہ کا گھبرایا ہوا دل مزید گھبرا چکا تھا

تین آدمی انکی گاڑی کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے انکے ہاتھ میں گنز موجود تھیں

"باہر نکلو" اس آدمی نے اپنی گن سے باسط اور عزہ کو باہر آنے کا اشارہ کیا

جسے سن کر باسط گاڑی سے اترنے لگا جب عزہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا

"نہیں باسط باہر مت نکلو"

"عزہ انکے ہاتھ میں گنز ہیں کچھ نہیں ہوگا میں ہوں نا" اسے تسلی دے کر وہ گاڑی سے اترا اسکے اترتے ہی عزہ بھی جلدی سے اتر کر اسکے پیچھے جاکر کھڑی ہوگئی

"سارا سامان نکالو" اسکے کہنے پر باسط نے اپنا والٹ اور موبائل اسے دے دیا

"گاڑی کی چابی بھی دے" باسط نے اپنی گاڑی کی طرف دیکھا جو اسنے کتنی منت اور ضد کرکے اپنے باپ سے لی تھی وہ لڑنا چاہتا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن انکے ہاتھ میں موجود خود پر تنی ہوئی گن اسے کچھ کہنے نہیں دے رہی تھی

اسنے گاڑی کی چابی بھی اسے دے دی جو گاڑی سے اترتے ہوے اسنے اپنی جیب میں ڈالی تھی

"اور یہ لڑکی بھی"اب اسکا اشارہ عزہ کی طرف تھا اور گہری نظریں بھی اسی پر تھیں اسکی نظریں خود پر محسوس کرکے اسنے مزید مظبوطی سے باسط کی شرٹ کو تھام لیا

"تمہیں جو چاہیے تھا مل گیا اب ہمیں جانے دو"

"زیادہ ہیرو مت بن لڑکی ہمارے حوالے کردے"

"اس کے بارے میں کچھ مت کہنا ہم نے سب دے دیا اب ہمیں جانے دو" باسط نے سنجیدگی سے کہا جس پر اسنے باسط کو دھکا دے کر اسکی ٹانگ پر گولی چلائی اور عزہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی میں ڈالا

"باسط باسط بچاؤ" وہ چلا رہی تھی لیکن وہ اسے لے کر وہاں سے جا چکے تھے جبکہ درد سے تڑپتا ہوا باسط وہیں پر بےہوش ہوگیا تھا

♥♥♥♥

اسکی آنکھ کھلی تو وہ ہاسپٹل میں موجود تھا سب گھر والے اسکے ارد گرد موجود تھے اسے سب سے پہلا خیال عزہ کا آیا تھا

اسے ہوش میں آتے دیکھ کر صابرہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے قریب آئیں

"باسط عزہ کہاں ہے میری بیٹی کہاں ہے" انکے لہجے میں بےانتہا تڑپ تھی

انکے پوچھنے پر باسط نے انہیں سب کچھ بتادیا اسکی بات سنتے ہی عزہ کے دونوں بھائی حمید اور ولید فورا اس جگہ پر گئے جہاں کا باسط نے بتایا تھا

انہی عزہ اس جگہ تو نہیں ملی تھی لیکن اسکا ڈوپٹہ وہیں تھا اور وہ جو واپس جانے والے تھے اسکا ڈوپٹہ وہاں دیکھ کر اسے پھر سے اس جگہ پر ڈھونڈنے لگے تھوڑا آگے جاکر وہ انہیں مل چکی تھی اسکی حالت بےانتہا خراب تھی ولید نے نظریں پھیر کر اپنی شال اسکے وجود پر ڈالی اور اسے لے کر وہ دونوں ہاسپٹل کی جانب بڑھ گئے

بہت ڈھونڈنے پر انہیں باسط ملا تھا وہ بھی اکیلا ہی اور وہ بھی زخمی حالت میں اسکا خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا اسلیے وہ اسے لے کر ہاسپٹل چلے گئے لیکن اس بات کا انہیں بلکل اندازہ نہیں تھا کہ کچھ آگے جاکر ہی انکی بہن بھی یہیں موجود ہے

* * *

* * *

دو دن ہوچکے تھے اسے ہاسپٹل میں رہتے ہوئے اور اسکی حالت بہت بری تھی اسے زیادہ تر نیند کا انجیکشن ہی دیا جارہا تھا کیونکہ ہوش میں آتے ہی وہ چیخنے چلانے لگ جاتی جس سے اسکی پہلے سے ہی خراب حالت مزید خراب ہوجاتی

اس وقت بھی صابرہ بیگم اسکے سرہانے بیٹھی نم آنکھوں سے اپنی لاڈلی کو دیکھ رہی تھیں جو نیند میں تھی

ممتاز بیگم نے اپنا ہاتھ انکے کندھے پر رکھا

"فکر مت کرو صابرہ دیکھنا ہماری بچی بہت جلد ٹھیک ہوجاے گی"

"آپا کیا یہ دنیا اسے جینے دے گی سارے خاندان میں یہ بات پھیل چکی ہے"

"ہمیں دنیا سے کوئی لینا دینا نہیں ہے ہمارے لیے بس ہماری بچی اہم ہے اور تم فکر مت کرو یہ انشاءاللہ جیسے ہی ٹھیک ہوگی ہم اسکا اور باسط کا نکاح کردینگے" اپنی ماں کی بات سن کر باسط نے اپنا جھکا سر جھٹکے سے اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا اس وقت ہاسپٹل کے کمرے میں وہ تینوں ہی موجود تھے

"ہے نا باسط ٹھیک کہہ رہی ہوں نامیں" ممتاز بیگم نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوے کہا لیکن وہ بنا انہیں کوئی جواب دیے کمرے سے نکل گیا اسکی حرکت پر ممتاز بیگم کو کافی حیرانگی ہوئی

اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ اسکے پیچھے چلی گئیں وہ باہر لگی چار کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھا ہوا تھا

"کیا ہوا تم بار کیوں آگئے" انہوں نے اسکے قریب بیٹھ کر پوچھا

"امی میں ، میں عزہ سے شادی نہیں کرسکتا" اسکی بات سن کر ممتاز بیگم نے حیرت سے اس دیکھا

"لیکن کیوں"

"جیسے آپ تو جانتی ہی نہیں ہیں نا اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے اسکے بعد میں اس سے شادی کیسے کرسکتا ہو"

"جاہلوں جیسی باتیں مت کرو باسط اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں اس بچی کا کیا قصور"

"اسکا کوئی قصور ہو یا نہیں لیکن میں اب اس سے شادی نہیں کرونگا آپ خالہ سے معذرت کرلیجئے گا" اپنی بات کہہ کر وہ ہاسپٹل سے نکل گیا

جبکہ ممتاز بیگم نے پریشانی سے اسکی پشت کو دیکھا اب وہ اپنی بہن کو کیا کہینگی کیا جواب دینگی وہ انہی سوچو میں گم بیٹھی تھیں جب صابرہ بیگم نے اپنا ہاتھ انکے کندھے پر رکھا

"کوئی بات نہیں آپا اس کی زندگی ہے اسے جینے دیں"یقیناً وہ ان دونوں کی باتیں دن چکی تھیں وہ تو اپنی بات کہہ کر اندر چلی گئیں لیکن ممتاز بیگم شرمندگی کے مارے اندر بھی نہ جاسکیں

❤❤❤❤

❤❤❤❤

وہ گھر آچکی تھی لیکن اسکی زندگی جیسے بے رونق ہوچکی تھی بھائی آتے جاتے ہر وقت اسکا حال پوچھتے رہتے لیکن وہ تو جیسے بولنا ہی بھول چکی تھی امی ہر وقت اسکا خیال رکھتی رہتیں بس اسکی دونوں بھابھیاں ہی تھیں جو اسے پہلے ہی پسند نہیں کرتی تھیں اور اب اور زیادہ ناپسند کرنے لگی تھیں

اسے پتہ چل چکا تھا کہ باسط اب اس سے شادی نہیں کرے گا جسے سن کر اسے بہت رونا آیا لیکن وہ اپنے آنسو ضبط کیے بیٹھی رہی

اسی دوران اسکے لیے ندیم کا رشتہ آیا تھا جو اسکی پھوپھو کا بیٹا تھا وہ پہلے بھی اسکے لیے رشتہ لا چکی تھیں لیکن امی نے منع کردیا کیونکہ اسکے لیے باسط کو پسند کیا جا چکا تھا لیکن اب چونکہ باسط اس سے شادی سے انکار کرچکا تھا اسلیے امی اب ندیم کے رشتے کے بارے میں سوچ رہی تھی

وہ باسط جتنا تو نہیں کماتا تھا لیکن تنخواہ اسکی بھی اچھی تھی شکل صورت بھی صحیح تھی سب سے بڑی بات وہ سب کچھ جان کر اسے اپنا رہا تھا

بھائیوں سے مشورہ کرکے امی نے پھوپھو کو رشتے کے لیے ہاں کردی اور اگلے ہفتے ہی چند مہمانوں کو بلا کر عزہ کو رخصت کردیا گیا

سارا خاندان ٹوہ لینے کے لیے ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر انکے گھر آرہا تھا جس سے عزہ مزید زہنی ٹارچر ہورہی تھی اس سب سے بچنے کے لیے انہیں اسکی شادی ہی ایک بہترین حل لگا

صابرہ بیگم حمید اور ولید کی یہ خواہش تھی کہ اسکی شادی مکمل رسم و رواج کے ساتھ ہو لیکن وہ منع کرچکی تھی جس پر کسی نے بھی اس پر زور نہیں دیا تھا وہ شادی کے لیے مان گئ تھی یہی بہت تھا

* * *

اسے شادی کے اگلے دن ہی یہ علم ہوچکا تھا کہ اسکی پھوپھو نے اسے محبت میں اپنے بیٹے سے نہیں بیاہا بلکہ بدلے کے لیے شادی کروائی تھی کہ امی نے انکے رشتے سے انکار کرکے اپنی بہن کے رشتے کو فوقیت دی تھی انکا ارادہ تو اسے شادی کے اگلے دن ہی طلاق دلوانے کا تھا لیکن انہوں نے اپنا یہ ارادہ ترک کردیا

کیونکہ نکاح والے دن وہ سب لوگوں کے منہ سے اپنے لیے تعریفی کلمات سن چکی تھیں کہ انہوں نے ایک ایسی لڑکی کو اپنے گھر کی بہو بنایا اور یہی بات انہیں اپنا سوچا گیا کام سر انجام دینے سے روک رہی تھی

اسکے آتے ہی انہوں نے کام والی ماسی ہٹا کر اسے گھر کی ساری ذمیداری سونپ دی وہ سارا دن کام میں لگی رہتی جو کچھ اسکے ساتھ ہوا تھا اسے ہر وقت اس بات کا طعنہ ملتا تھا

وہ سارا دن گدھوں کی طرح کام کرکے تھک جاتی تھی لیکن گھر میں کسی کو اس بات کا احساس نہیں تھا اور یہی بات سوچ کر اسے اپنا گھر یاد آجاتا

اسے گھر کا سارا کام امی نے سکھایا تھا لیکن پھر بھی کوئی اسے کام کرنے نہیں دیتا تھا اور یہاں وہ جتنا بھی کام کرلیتی کم ہی لگتا تھا

ایک دو بار سوچا کہ ندیم سے اس بارے میں بات کرلے لیکن اسکا بھی کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا وہ گھر کے معاملوں میں نہیں بولتا تھا اسے بس اپنا کام وقت پر مکمل چاہیے ہوتا تھا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا

اسی سب میں اسے یہ خبر ملی کہ وہ امید سے ہے جو اسکے اندر مرتی لڑکی کو دوبارہ زندہ کرچکی تھی

یہ خبر سن کر امی بھائی اور بھابھیوں کے ساتھ اسکے گھر مٹھائی اور سامان لے کر آئی تھیں

لیکن اسکی حالت دیکھ کر وہ تشویش میں مبتلا ہوچکی تھیں انہیں تو یہی لگا تھا کہ انکی بیٹی خوش ہے لیکن اسکی آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے زرد پڑتی رنگت اور ڈھانچے جیسا وجود کہیں سے بھی یہ بات نہیں بتا رہا تھا کہ وہ خوش ہے وہ کہیں سے بھی انکی بیٹی نہیں لگ رہی تھی

وہ اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی تھیں لیکن پھوپھو اسے اکیلے میں امی سے ملنے ہی نہیں دے رہی تھیں

فون اس کے پاس تھا نہیں اسلیے اگر کبھی بات کرنی ہوتی تو پھوپھو اسے اپنے پاس بٹھا کر امی سے بات کروادیتیں

امی اسے ڈھیروں خیال رکھنے کی نصیحت کرکے گھر چلی گئیں

پھوپھو میں اسنے واضح یہ تبدیلی محسوس کی تھی کہ اب وہ اسکے کاموں میں ہاتھ بٹاتی تھیں کیونکہ وہ انکا پوتا پیدا کرنے جارہی تھی

وہ یہ بات اسے پہلے ہی بتاچکی تھیں کہ انکا پوتا ہی ہونا چاہیے کیونکہ پوتی کو وہ کسی صورت قبول نہیں کرینگی

لیکن وہ انکی بات پر بس خاموشی اختیار کرلیتی بیٹا ہو یا بیٹی اسے کوئی فرق نہیں پڑنا تھا اسے تو بس اپنی اولاد آنے کی خوشی تھی اور پوتی کو وہ قبول نہیں کرینگی یہ بات اسنے زیادہ سیریس لی بھی نہیں تھی اسے یہی لگا تھا کہ اگر بیٹی ہوئی بھی تو پھوپھو نہ سہی ندیم تو اپنی اولاد کو پیار کرے گا

لیکن اسکی یہ غلط فہمی جب دور ہوئی جب بیٹی پیدا ہوتے ہی ندیم نے اسے یہ کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو کہیں اور چھوڑ آئے کیونکہ وہ اس بچی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اپنی ماں کی طرح اسے بھی بیٹا چاہیے تھا

لیکن عزہ کے بچی نہ چھوڑنے پر اسنے وہیں کھڑے کھڑے اسے اس رشتے سے آزاد کردیا اور وہ کتنی دیر تک صدمے سے اسکے کہے الفاظوں کو سوچتی رہی

❤❤❤❤

وہ واپس اپنے گھر آچکی تھی اور اس بار اسکے ساتھ اسکی بیٹی بھی تھی وہ ہمیشہ یہی سوچتی تھی کہ کیا اس سیاہ رات کا اثر اسکی بیٹی کی زندگی پر بھی ہو گا

کیا کہے گی وہ اس سے کہ تمہارا باپ تمہارے پیدا ہونے پر تمہیں چھوڑ گیا

وہ اکثر اب یہی سوچتی تھی کہ اب اسے کچھ کرنا ہے اپنے لیے نہیں اپنی بیٹی کے لیے

اور اس سوچ کو عملی جامہ اسنے جب پہنایا جب اسنے کچن میں موجود اپنی بھابیوں کی باتیں سنیں جو اس کے متعلق ہی کہہ رہی تھیں

انکا کہنا تھا کہ وہ ایک بوجھ تھی جسے اتنی مشکل سے سر سے اتارا تھا اور پھر آگئی اور اس بار اپنے ساتھ دوسرے وجود کو بھی ساتھ لے آئی انہیں یہ ڈر تھا کہ عزہ کے ساتھ ہوا ماضی میں حادثہ انکی بیٹیوں کے لیے کچھ برا نہ کردے

اور یہی سب سننے کے بعد اسنے امی سے اجازت لے کر یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا یہ کوئی پہلی بار نہیں تھا وہ پہلے بھی کئی بار بھابی کی اپنے متعلق ایسی رائے سن چکی تھی لیکن اس بار بات اسکی بیٹی پر آئی تھی تو اسے اپنی بزدلی چھوڑ کر ہمت دکھانی تھی اپنی بیٹی کے لیے اس دنیا سے دنیا والوں سے لڑنا تھا

صابر بیگم اسے کئی دفعہ اسے روک چکی تھیں حمید اور ولید کا بھی یہی کہنا تھا لیکن وہ سب کچھ چھوڑ کر آگئی تھی یہ کہہ کر کہ اگر وہ وہیں پر رہی تو زندگی میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکے گی

دل میں خیال آیا کہ بھائی کو انکی بیویوں کے بارے میں بتادے جو کچھ انہوں نے کہا تھا لیکن اس طرح انکے رشتے میں بدمزگی پیدا ہوسکتی تھی اسلیے اسنے دل کا خیال دل میں ہی دبادیا

اور اپنی بیٹی کو لے کر اس فلیٹ میں آگئی جو امی کے نام پر تھا

وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی اس دنیا میں رہنے کا طریقہ سیکھنا چاہتی تھی

اسنے فائیو کلاس تک کے بچوں کو ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیا پہلے تو چند بچے ہی آتے تھے لیکن اس کے پڑھانے کا طریقہ دیکھ کر اب اسکے پاس بہت بچے آنے لگے تھے

اسنے اپنی چھوڑی ہوئی پڑھائی دوبارہ شروع کر دی اور ساتھ کراٹے کلاسس لینی بھی شرع کر دیں جب بھی وہ گھر سے جاتی اپنی بیٹی کو صابرہ بیگم کے پاس چھوڑ جاتی وہ ایک مظبوط لڑکی بننا چاہتی تھی اپنے لیے اپنی بیٹی کے لیے

◆ ◆ ◆ ◆

عزہ شکیل کی زندگی میں اس سیاہ رات کو گزرے بارہ سال ہوچکے تھے

اسنے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اسنے اپنی زندگی کی کہانی لکھی تھی اور وہ کہانی بے حد مشہور ہوئی تھی

ان بارہ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا وہ آج ایک کامیاب مشہور جج بن چکی تھی

اسکی زندگی میں جو حادثہ آیا تھا وہ بہت ساری لڑکیوں کی زندگی میں آیا ہوگا کچھ آگے بڑھ جاتیں ہیں کچھ خودخوشی کرلیتی ہیں اور کچھ اپنے آپ پر زندگی تنگ کرلیتی ہیں اور شاید کچھ اسکی طرح مظبوط بن جاتی ہیں

اسنے ایک این جی او کھولا تھا جس میں وہ یتیم اور بے سہار لڑکیوں کو پناہ دیتی تھی ساتھ ہی ایک کراٹے اکیڈمی بھی جو صرف لڑکیوں کے لیے تھی

اسنے زندگی میں پہلا کیس خود اپنا لڑا تھا اور اپنے مجرموں کو عبرت ناک موت دلوائی تھی

وہ انصاف پسند تھی ہر کسی کے ساتھ انصاف کرتی تھی لیکن جس بھی لڑکی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آتا وہ اسکے مجرموں کو ایسی سزا دیتی تھی کہ مرنے کی تمنا کرتے تھے

وہ ڈرپوک سی لڑکی آج اتنی مظبوط ہوچکی تھی کہ اگر کوئی اسکی یا اسکی بیٹی کی طرف دیکھے تو وہ اسکی آنکھیں نکال لیتی

بھابھیاں جو پہلے اسے پسند نہیں کرتی تھیں اب وہ دونوں بلکل ہی بدل چکی تھیں کیونکہ انہیں عزہ کی بھابھی کے نام سے متعارف کروایا جاتا تھا جو ایک کامیاب جج تھی اور اگر بھائی انہیں کبھی کسی چیز کے لیے پیسے دینے سے انکار کردیتے تو یہ کام عزہ کردیتی تھی

پہلے جو لوگ اس سے گھن کھاتے تھے اسکے خاندان والے اپنی لڑکیوں کو اس سے دور رکھنے لگے تھے اب وہی اسکے ادب میں نظریں اور سر جھکا کھڑے ہوتے تھے اور اسکے خاندان کی ساری عورتیں اپنی بیٹیوں کو اسکی مثال دیا کرتی تھیں

باسط کی شادی ہوچکی تھی لیکن اسکی ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ کبھی باپ نہیں بن سکتا تھا اور یہ بات اسکی بیوی نے ہی پھیلائی تھی کیونکہ لوگ اسکی بیوی کو ماں نہ بننے کا طعنہ دیتے تھے اسلیے ایک دن غصے میں آکر اسنے سب کو یہ حقیقت بتادی وہ اکثر اسے میسیج کرتا تھا معافی بھی مانگتا اسکا ارادہ تھا کہ عزہ اسکی زندگی میں واپس آجاے وہ اسے معاف کرچکی تھی لیکن اسکے پاس واپس جانا ناممکن تھا

پھوپھو بھی اکثر اپنی پوتی سے ملنے آتی تھیں جنہیں انہوں نے نفرت سے دھتکارا تھا وہ اسے یہ بتاتی تھیں کہ ندیم اسے چھوڑ کر پچھتا رہا ہے جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ ندیم صرف اسلیے پچھتارہا ہے کیونکہ آج اسکے پاس اتنی شہرت اتنی عزت تھی

میرے نزدیک ہر لڑکی کو ایسا ہی ہونا چاہیے بھلے انکے گھر میں باپ بھائی ہیں جو انکے نخرے اٹھاتے ہیں ان سے نخرے اٹھوائیں

انہیں لاڈ دکھاؤ لیکن اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز انہی کے آثار پر کرو خود میں اتنا کونفیڈینس پیدا کرو اتنے خود مختار بنو کہ تمہیں کسی اور کے سہارے کی ضرورت ہی نہ پڑے

میں نے اپنی زندگی کے ان بارہ سالوں میں بہت کچھ سیکھا ہے

اور سب سے بڑی بات یہ سیکھی ہے کہ خدا جو بھی کرتا ہے وہ ہمارے لیے بہترین ہوتا ہے

جب باسط نے مجھ سے شادی سے انکار کیا تھا تو میں بہت روئی تھی لیکن اب مجھے ہر چیز سمجھ آچکی ہے

اگر باسط میرے ساتھ شادی کرلیتا تو میرے پاس میری زندگی میری بیٹی نہیں ہوتی ندیم سے شادی سے یہ ہوا کہ میرے پاس میری بیٹی موجود ہے جو میری زندگی ہے

اگر ندیم سے میری شادی نہیں ہوتی تو میرے پاس میری چراغ نہیں ہوتی

اگر ندیم مجھے نہیں چھوڑتا تو میں کبھی بھی اپنے گھر واپس نہیں آتی اور نہ ہی اپنی بھابیوں کی باتیں سنتی

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Test your writing skills here
LIKHARI
Magicians of Words

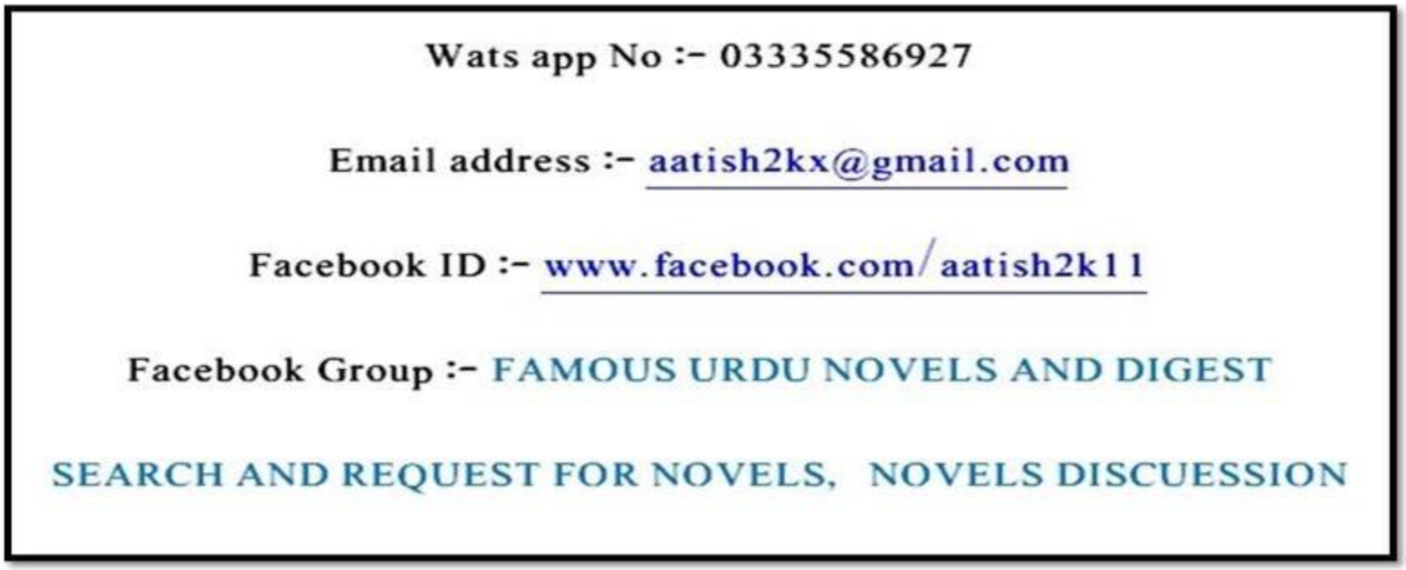

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اگر میں باتیں نہیں سنتی تو اپنی بیٹی کے لیے نہ ہی تو میں یہ مظبوط قدم اٹھا پاتی اور نہ ہی آج اتنی کامیاب جج ہوتی

وہ اس وقت سمندر کنارے کھڑی تھی تیز ہوائیں اسکے چہرے کو چھو رہی تھیں اور اسکے کھلے بال اڑا رہی تھیں

اسنے مسکراتے ہوے تھوڑی دور موجود ریت سے گھر بناتی اپنی بیٹی کو دیکھا

وہ اور بچوں جیسی نہیں تھی اسے گڑیا نہیں پسند تھی اسے گن پسند تھی وہ ایکشن مووی دیکھتی تھی

اسکے نزدیک زندگی میں دو لوگ ہی اہمیت رکھتے تھے ایک اسکی نانی اور دوسری اسی ماں باقی دنیا بھلے بھاڑ میں جاے اسے پرواہ نہیں تھی وہ ایک بہادر بچی تھی

عزہ نے اپنے بال اپنے چہرے سے ہٹاے اور اسکے قریب جانے لگی اسے اپنی بیٹی کو بہت کچھ سیکھانا تھا وہ چاہتی تھی اسکی بیٹی کو ایسا ہمسفر ملے جو اس سے بہت محبت کرے اسکی قدر کرے لیکن وہ یہ بھی چاہتی تھی کہ وہ اپنی زندگی میں خدا کے علاوہ کسی اور کی محتاج نہ رہے وہ ایک خود مختار لڑکی بنے جو ان دنیا والوں سے لڑنا جانتی ہو

اسے اپنی بیٹی کو یہ سکھانا تھا کہ حالات چاہے جیسے بھی ہوں ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اسکے فیصلوں پر راضی رہنا چاہیے کیونکہ وہ رب ہمارے لیے جو کرتا ہے وہ بہترین ہوتا ہے

اسکے قریب بیٹھ کر وہ خود بھی اسکے ساتھ ریت سے چیزیں بنانے لگی

اسکی بیٹی اسکی زندگی میں چراغ کی طرح تھی اسلیے اسکا نام اسنے چراغ ہی رکھا تھا

♥♥♥♥

"ختم شد"